رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

قیمت فی پرچہ ۱؍

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان ٭

نمبر ۷۱ | مورخہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء | مطابق ۲۶ رجب سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

۱۳ تاریخ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس امر کے لئے عام مجلس مشاورت منعقد فرمائی۔ کہ راجپوتوں میں تبلیغ کے لئے روپیہ کس طرح مہیا کیا جائے۔ آخر بہت دیر کے مشورہ کے بعد یہ تجویز ہوئی۔ کہ فوری ضرورت کے لئے فی الحال قادیان کے آسودہ حال اصحاب سے چندہ لیا جائے۔ اور کل چندہ کی وصولی کا سوال احمدیہ کانفرنس کے موقع کے لئے رکھا جائے۔ جو چند ہی دنوں کے بعد ہونیوالی ہے + اسوقت تک ۸۰ کے قریب یہاں کے احباب کی درخواستیں اپنے خرچ پر تبلیغ کے لئے جانے کی آ چکی ہیں ٭ (۱۴ مارچ)

راجپوتوں میں تبلیغ کے لئے

احمدی ہراول کی روانگی

اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ راجپوتانہ میں احمدی مبلغوں کے کام کرنے کے متعلق شب و روز کی محنت شاقہ سے جو سکیم تیار فرما رہے ہیں۔ وہ مکمل نہیں ہوئی۔ لیکن موقع کی نزاکت اور اہمیت کو دیکھ کر ۱۲ مارچ کو بعد نماز فجر مبلغین کی فوری روانگی کے متعلق ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں فرمایا:-

میں نے جو ملکانہ قوم میں تبلیغ کی تحریک کی تھی۔ اس کے متعلق ستر کے قریب درخواستیں آ چکی ہیں۔ اور ابھی آ رہی ہیں آج رات میں نے آریہ اخباروں کا مطالعہ کیا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ بہت سرعت سے کام کر رہے ہیں۔ اور جلد سے جلد وہ اس کام کو سرانجام دینا چاہتے ہیں۔

میں نے جو سکیم طیار کی ہے۔ اس کے یکم اپریل سے جاری کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن اب اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ایک تو پہلے ہی ہم ایک مہینہ پیچھے کام کرینگے۔ اور دوسرے ہمارے پاس ایسے آدمی بھی کوئی نہیں۔ جو اس جگہ کی مقامی طرز تبلیغ سے واقف ہوں۔ اور جب تک مقامی تبلیغ کا طریق انسان کو نہ آتا ہو۔ وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں نے مناسب خیال کیا۔ کہ آج چودہری فتح محمد صاحب جو جا رہے ہیں۔ کچھ لوگ آج ہی ان کے ساتھ روانہ ہو جائیں۔ تاکہ وہ اس عرصہ میں وہاں کے حالات کے مطابق کام کرنا سیکھ لیں۔ اور پھر بعد میں آنیوالوں کو دقت پیش نہ آئے۔ سو جن دوستوں نے درخواستیں دی ہیں۔ ان میں سے جو لوگ آج ہی تیار

خطبہ جمعہ

فتنہ ارتداد کے مٹانے کے لئے ایک سو پچاس ۱۵۰ احمدی سر فروشوں کی ضرورت

میدان عمل میں آؤ مگر اپنا اور اپنے لواحقین کی معاش کا فکر کرکے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے ۹ مارچ کو حسب ذیل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا:-

تشہد اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

تحریک برلن مسجد کے مزید ثمرات

خطبہ کے شروع کرنے سے پہلے یا اصل خطبہ سے پہلے میں پچھلے جمعہ کے خطبہ کی تکمیل کے طور پر ایک بات سنانا چاہتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ وہ فضل جو برلن مسجد کی تحریک کے ذریعہ خدا کی طرف سے ہوا ہے۔ اس کے ذریعہ ۹ اور آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ یہ ایک گھر کا گھر ہے۔ جو احمدی ہوا ہے واقعہ یہ ہے۔ کہ ہمارے خان صاحب منشی فرزند علی صاحب اس چندے کے دورے کے لئے نکلے۔ ایک غیر احمدی خاندان کہ جس کے نو ممبر ہیں۔ وہ بھی چندہ لایا۔ ان کو کہا گیا۔ کہ اس چندہ میں تو احمدی ہی شامل ہو سکتے ہیں۔ ان کو تبلیغ تو پہلے ہی سے ہو چکی تھی۔ لیکن وہ رکے ہوئے تھے۔ اب اس موقع پر جب ان کو یہ کہا گیا۔ تو وہ سارے کا سارا گھر احمدی ہو گیا۔ یہ کیا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا نمونہ ہے۔ کہ ایک تو وہ لوگ ہیں۔ جو چندہ کی خاطر احمدیت کو چھوڑتے ہیں۔ کہ اگر احمدی رہے تو لوگ چندہ نہ دینگے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ہم سے یہ معاملہ ہے کہ ہمیں چندہ بھی ملتا ہے۔ اور آدمی بھی ملتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک

ہم غیروں کا چندہ رد کرتے ہیں۔ تو ہمیں آدمی اور روپیہ دونوں ملتے ہیں۔ اور ایک وہ لوگ ہیں۔ جو مسیح موعود کو مان کر پھر محروم ہو گئے۔ وہ چندہ مانگتے ہوئے دھکے کھاتے پھرتے ہیں ٭

خطبہ

اس کے بعد اس مضمون کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جس کے متعلق پرسوں درس کے موقع پر ذکر کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ جمعہ کے موقع پر بیان کروں گا چونکہ یہاں اس وقت بہت ایسے لوگ ہیں جو درس میں شامل نہ تھے۔ اکثر دیہات کے احباب ہیں۔ بعض یہاں کے ہیں۔ جو کسی نہ کسی ضروری کام کی وجہ سے درس میں نہیں آسکے ہونگے۔ اور بعض سُست بھی ہیں۔ اس لئے اختصاراً اس خطبہ کے باعث اور موضوع کو بیان کرکے جماعت کو اس کام کی طرف توجہ دلاتا ہوں ٭

ملکانہ راجپوت

ہندوستان میں کچھ جماعتیں ہیں۔ جو نام کی مسلمان ہیں۔ مگر ایمان ان میں رچا نہیں۔ وہ جماعتیں تھوڑی نہیں بڑی بڑی ہیں۔ واقف لوگ بتاتے ہیں کہ ان کی تعداد ایک کروڑ ہے۔ اگر ہندو ان پر قبضہ جمالیں تو وہ ہندو ہو جائیں۔ ان جماعتوں میں سے ایک جماعت راجپوتوں کی ہے جو ملکانہ کہلاتی ہے۔ اور یو۔پی کے علاقہ میں آباد ہے۔ یعنی آگرہ۔ علی گڈھ۔ فرخ آباد۔ متھرا وغیرہ علاقوں میں۔ ان کی تعداد سات۔ چار لاکھ بتائی جاتی ہے۔ ان میں اسلام کسی وقت داخل ہوا۔ مگر مسلمانوں کی سستی کے باعث اسلام ان میں رچا نہیں۔ اب انہیں سے بعض میں کچھ رسوم مسلمانوں کی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ختنہ کرتے ہیں۔ مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔ نکاح مُلّا سے پڑھواتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کی رسوم بھی ان میں موجود ہیں۔ ان کے بعض گھروں میں بُت ہیں۔ جن پر وہ نذریں چڑھاتے ہیں۔ مندروں میں جاتے ہیں۔ غرض ان میں بہت سی رسوم ہندوانہ بھی ہیں۔ وہ لوگ شاذ کے سوا اسلام سے واقف نہیں ٭

ملکانہ قوم میں آریوں کی جدوجہد

آریوں نے سولہ سال سے کوشش شروع کی ہوئی ہے۔ کہ جس قدر بھی ان لوگوں کو اسلام سے تعلق ہے۔ اس سے ہٹا کر اپنے

خیالات انہیں پھیلائیں۔ اور انکو شدھ کریں۔ اسی لئے آریوں نے ان کو کہنا شروع کیا۔ تم لوگ تو ہو ہی ہندو۔ مسلمان بادشاہوں کی سختی یا کسی لالچ کی وجہ سے تمہارے بزرگوں نے اسلام کی یہ ظاہری شکل اختیار کر لی تھی۔ پھر ہمسایہ مسلمانوں کی بعض غلطیوں اور موجودہ مسلمانوں کی بعض اخلاقی کوتاہیوں اور جبر و تعدی کے باعث ان میں یہ خیال راسخ ہو چلا ہے کہ وہ درحقیقت ہندو ہیں۔ آریوں کی کوشش کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ انہیں سے ایک بڑی جماعت تیار ہو گئی ہے۔ کہ اسلام کو چھوڑ کر ہندو ہو جائے۔ چند مہینہ گذرتے ہیں کہ یہ بات ظاہر ہوئی۔ وہ بھی اس طرح کہ جب آریوں کا قابو ہو گیا۔ تو اسوقت آریوں کو روپیہ کی ضرورت پیش آئی۔ جس کے لئے انھوں نے اپیل کی۔ اس سے مسلمانوں کو علم ہوا۔ پہلے عام طور پر مسلمانوں کو یہ حال معلوم نہ تھا۔ اور نہ ان کا اتنا حلقۂ عمل معلوم تھا۔ اس وقت تک مسلمانوں نے جو کوشش کی ہے۔ وہ بار آور نہیں ہوئی۔ ہمارے مبلغوں نے لکھا ہے۔ کہ جو لوگ شدھ ہو رہے تھے۔ ان کو کچھ مسلمان سمجھانے کے لئے گئے۔ انہوں نے کہلا بھیجا۔ کہ اگر تم آؤ گے۔ تو ہم قتل کر دینگے یہ جوش بتاتا ہے۔ کہ اسلام سے ان کو کس قدر بعد ہو گیا ہے۔

اگر کوئی ہندو مسلمان ہو تو ہندوؤں کی حالت

ہندوؤں میں سے اگر ایک شخص مذہب تبدیل کر لے اور مسلمان ہو جائے۔ تو ان میں کہرام مچ جاتا ہے۔ اور ہندو لوگ اس کی ہر طرح مدد کرنے اور اسلام سے واپس لانے میں کوشش صرف کرتے ہیں۔ اور بڑی بڑی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی جب مسلمان ہوئے تھے۔ یہاں آکر حضرت صاحب کے پاس رہنے لگے۔ ان کو واپس لیجانے کی بہت کوششیں کی گئیں۔ یہ مجھ کو یاد نہیں۔ ان کے لئے پالکی اور رتھ مسلم کے بیٹے کچھ ہندو عورتیں بازار میں رودتی ہوئی گذریں۔ گویا وہ ماتم کر رہی تھیں۔ ان کی غرض یہ تھی کہ اس پر اثر ہو۔ بہرحال جب ان کی سب کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ تو ان کے رشتہ دار دیکھ کہا کہ یہ ہمارے ساتھ چلے۔ ہمیں اس کے مسلمان ہونے اور مسلمان رہنے پر کوئی اعتراض نہیں یہ ہمارا بچہ ہے۔ ہمارے پاس رہے۔ غرض اس طرح کے قول و قرار کے ساتھ لے گئے مگر جاتے ہی قید کر دیا۔ مکان سے باہر نکلنے نہیں دیتے تھے۔ اور سختی شروع کر دی۔ جس طرح سکھوں کے زمانہ میں کاٹھ مار کر رکھتے تھے۔ اسی طرح گویا ان کو گھر میں کاٹھ مار دیا گیا۔ لیکن جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب بشاشت ایمان کسی کے دل میں داخل ہو جائے۔ تو ایسے شخص کو اگر آگ میں بھی ڈالا جائے تو وہ پھر انہیں کرتا۔ چونکہ شیخ صاحب کے دل میں بشاشت ایمان داخل ہو گئی تھی۔ اس لئے یہ سب سختیاں ان پر بے اثر رہیں۔ غرض مدتوں قید میں رہے۔ آخر ایکدن موقع مل گیا۔ اور دیوار پھاند کر نکل آئے۔ بہرحال اس قوم میں اس قدر جوش ہوتا ہے۔ لیکن مسلمانوں میں یہ روح نہیں ہے۔ لیکن باوجود حس ماری ہوئی ہونے کے جب ایسی حالت ہو تو احساسات کو ٹھیس لگتی ہے۔ ساڑھے چار لاکھ آدمیوں کا اسلام کو چھوڑنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس سے مسلمانوں میں جوش پیدا ہوا ہے مگر اتنا نہیں۔ جتنا کہ ضروری ہے۔ اور ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ کیونکہ یہ خود اسلام کو چھوڑ چکے ہیں۔ بعض مولوی لوگ جو وہاں پہنچے ہیں۔ انھوں نے ایسی بیہودہ حرکات کی ہیں کہ اُلٹا نقصان پہنچا ہے مثلاً ان کی دھوتیاں اتروا کر پاجامے پہناتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ دھوتی اور پاجامہ کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ بہت سے علاقوں کے مسلمان دھوتی باندھتے ہیں۔ یہ ایسی حرکات ہیں کہ وہ اور اسلام سے دُور ہو جائینگے۔ کیونکہ بہت لوگ ایسی باتوں کے تغیر میں جو انکی قومی ہوں۔ اپنی ذلت اور ہتک خیال کرینگے۔ اور اسلام سے بہت دور ہو جائینگے *

ہمارے وفد کی رپورٹ

اس حالت کو دیکھ کر ہمیں اس علاقہ میں کام کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ گو وہ لوگ احمدی نہیں ہیں کہ ان کے ارتداد کا ہم پر اثر پڑے۔ مگر چونکہ وہ اسلام کے نام سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اسلام کی شوکت کو قائم کرنا ہمارا کام ہے۔ گو مذہبی طور پر ہم پر اثر نہ پڑے۔ اور نہیں پڑتا۔ کیونکہ مذہبی طور پر ان کے گرے ہوئے ہونے کے باعث ہی مسیح موعود مبعوث ہوئے۔ اگر وہ اچھے ہوتے تو مسیح موعود کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ پس اسلام کے نام کی عزت کے باعث میں نے وہاں اپنے دو آدمیوں کو بھیجا۔ ایک مولوی محفوظ الحق صاحب علمی اور دوسرے میاں عبد القدیر صاحب بی اے کہ وہ وہاں جائیں اور رپورٹ لکھیں۔ ان کی رپورٹ سے تو ظاہر ہے کہ وہ لوگ اس قدر متاثر ہو چکے ہیں کہ وہ آریہ ہو کر رہیں گے *

اس فتنہ کی اہمیت

ان رپورٹوں کے آنے کے بعد میں نے ایک تدبیر سوچی ہے۔ اس کی تفصیل خطبہ میں سنانے کا نہ وقت ہے نہ مصلحت۔ کہ اس کو بیان کیا جائے لیکن چونکہ جب تک ضرورت کو ایک حد تک بیان نہ کیا جائے۔ اسوقت تک مدد نہیں مل سکتی اور جب تک کہ کسی کو بتایا نہ جائے کہ تمہارے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ وہ آگ بجھانے پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے قبل اسکے کہ میں سکیم کا اعلان کروں۔ جماعت کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے نفوس اور جان و مال کو قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ کام بہت سخت ہے۔ ساڑھے چار لاکھ نفوس کی ایک قوم ہے۔ جو مذہب تبدیل کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ وہ تیار ہیں۔ کہ اسلام چھوڑ کر ہندو ہو جائیں۔ ظاہر ہے۔ کہ ایک دو کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے لیکن یہ اتنی بڑی قوم ہے۔ پھر ایک دو کو بچانے کے لئے بڑے وقت کی ضرورت ہے۔ اور یہ کام برسوں میں کرنے کا نہیں۔ بلکہ دو چار مہینہ کا ہے۔ ان کے بعض گاؤں آریہ ہو چکے ہیں۔ ان کے بڑے لوگ شدھ ہو چکے ہیں۔ ایسے قلیل عرصہ میں ساری قوم کو یا معتدبہ کو روکنا ہے۔

ہماری جماعت کا فرض

بس یہ کام بڑی کوشش اور قربانی چاہتا ہے۔ گویا جیسا کہ کہتے ہیں کہ لہو پانی ایک کرنا ہے۔ اور جب تک اپنی خواہشات اپنے کاروبار اور آرام جان و مال کی قربانی نہ کی جائیگی۔ اسوقت تک یہ کام نہیں ہو سکیگا۔ اس کام کے لئے وہ لوگ تیار ہوں۔ جو ہر ایک قربانی کے لئے تیار ہوں۔ اور جن کا یہ عزم اور ارادہ ہو۔ کہ خواہ کچھ بھی ہو۔ وہ انشاء اللہ اس کام کو کر کے چھوڑینگے۔ اور ان کی ایسی حالت ہو۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ فاقتلوا و قتلوا مارتے ہیں یا مر جاتے ہیں یہی دو صورتیں سامنے ہوں۔ کہ یا تو یہ کام کرونگا اور ان کو اپنا ہم خیال بناؤں گا یا اسی کوشش میں فنا ہو جاؤں گا۔ اسی وقت کامیابی کی امید ہو سکتی ہے *

یہ ایک بڑی جماعت ہے۔ اور پھر یہی ساڑھے چار لاکھ نہیں بلکہ ایک کروڑ کی اور جماعت ہو۔ یہاں ایک دو آدمیوں سے کام نہیں ہو سکتا۔ روپیہ ہمارے پاس نہیں۔ اور نہ تھوڑے آدمیوں کا کام ہے۔ بیسیوں آدمیوں کے کرنے کا کام ہے۔ اور بڑے اخراجات کو چاہتا ہے۔

ڈیڑھ سو سرفروشوں کی ضرورت ہم ایک پیسہ نہ دیں گے

اس حالت کو دیکھکر میں نے تجویز کیا ہے۔ اور میرا اس وقت یہی اندازہ ہے۔ کہ ہمیں اس وقت ڈیڑھ سو آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جو اس علاقہ میں کام کریں۔ اور کام کرنے کا یہ طریق ہو کہ اس ڈیڑھ سو کو تیس تیس کی جماعت پر تقسیم کر دیا جائے۔ اور اس کے چار حصہ بیس بیس کے بنائے جائیں۔ اور تیس آدمیوں کو ریزرو رکھا جائے۔ کہ ممکن ہے کوئی حادثہ ہو۔ کوئی آدمی بیمار ہو جائے۔ یا کوئی اور سانحہ ہو۔ تو ہم ان میں سے بھیج سکیں۔ اس ڈیڑھ سو میں سے ہر ایک کو یہ اقرار کرکے فی الحال تین مہینہ کیلئے زندگی وقف کرنی ہوگی جو میں اب بیان کروں گا۔ پہلے بعض لوگوں کی درخواستیں آئی ہیں۔ میں نے ان کو جواب نہیں دیا۔ وہ اب سمجھ لیں گویا ان کی درخواستیں واپس کر دی گئی ہیں ان شرائط کے سننے کے بعد جو درخواستیں آئیں گی وہ منظور کی جائیں گی۔ اول یہ کہ ہم ان کو ایک پیسہ بھی خرچ کے لئے نہ دیں گے۔ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خرچ انہیں خود برداشت کرنا ہوگا۔ جو لوگ اس طرز پر زندگی وقف کرنے اور اس علاقہ میں جانے کیلئے تیار ہوں۔ وہ درخواستیں دیں۔ ڈیڑھ سو آدمیوں کی ضرورت ہے۔ وہاں کا خرچ کرایہ وغیرہ وہ سب خود برداشت کریں گے۔ چاہے وہ پیدل سفر کریں۔ یا سواری یہ ان کو اختیار ہے۔ مگر ہم ان کے خرچ کا ایک پیسہ نہیں دیں گے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کو ہم خود انتظام کرنے کیلئے بھیجیں گے ان کو بھی جو ہم کرایہ دیں گے۔ وہ تیسرے درجہ کا ہوگا۔ چاہے وہ کسی درجہ اور کسی حالت کے ہوں۔ اور اخراجات بہت کم دیں گے۔ ان لوگوں کے علاوہ زندگی وقف کرنے والے خود اپنا خرچ آپ کریں گے۔ اپنے اہل وعیال کا خرچ خود برداشت کریں گے البتہ ڈاک کا خرچ یا وہاں تبلیغ کا خرچ اگر کوئی ہوگا تو ہم دیں گے۔

پچاس ہزار روپیہ کے لئے جماعت تیار ہو جائے

اس کے لئے جماعت کو پچاس ہزار روپیہ دینا ہوگا۔ ایسے کاموں کے لئے جو تبلیغ وغیرہ کے ہوں گے باقی مبلغین اسی رنگ میں جائیں گے۔ وہاں اپنے اخراجات خود اٹھائیں گے۔ ان کے بال بچے ہوں یا اور متعلقین ہوں جن کا خرچ ان کو برداشت کرنا ہوتا ہے۔ تو وہ خود کریں گے۔ جو لوگ قادیان میں کارکن ہیں مدرس ہیں۔ ہم ان کو چھٹی نہیں دلوائیں گے۔ وہ اپنا انتظام خود کریں گے اگر کسی کی استحقاقی چھٹی ہو۔ تو لے لے۔ اگر فرلو مل سکتی ہو۔ وہ لے۔ غرض وہ اپنے لئے رخصت خود حاصل کریں گے۔ ہم ان کے لئے کوئی نئے قواعد تیار نہیں کریں گے۔ جس طرح اپنے دنیاوی کاموں کے لئے کسی کو رخصت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو وہ لیتا ہے۔ اسی طرح وہ اب لیں۔ اگر اس صورت میں کوئی جانے کے لئے اور زندگی وقف کرنے کے لئے تیار ہو تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ ورنہ کسی کے لئے ہم کوئی خاص قانون بنوانے کے لئے تیار نہیں۔

ہر شخص اپنا انتظام آپ کرے

جو لوگ ملازمتوں پر ہیں۔ وہ اپنی رخصتوں کا خود انتظام کریں۔ اور جو ملازم نہیں۔ وہ بیچ کاروبار کرتے ہیں۔ کہ جس وقت چاہیں آزاد ہو جائیں۔ وہ وہاں سے فراغت حاصل کریں اور ہمیں درخواست میں بتائیں کہ وہ چار سہ ماہیوں میں سے کس سہ ماہی میں کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس وقت جلدی اور اعلیٰ انتظام کی ضرورت ہے۔ کیونکہ گو ڈیڑھ سو آدمی کم ہیں۔ مگر انتظام کے ماتحت کام انشاء اللہ تعالیٰ اچھا ہوگا۔ دیکھا گیا ہے۔ کہ یورپ کی چھوٹی فوجیں ایشیا کی بڑی بڑی فوجوں پر غالب آتی ہیں کیونکہ وہ ایک انتظام کے ماتحت ہوتی ہیں۔ اور وہ انتظام بھی نہایت سخت ہوتا ہے جو شخص اس انتظام کے ماتحت ہو۔ اس کو اختیار نہیں ہوتا۔ کہ اف بھی کرے۔

افسر کی اطاعت بہر حال کرنی ہوگی

ولایت کے انگریزی اخبارات میں ایک لطیفہ شائع ہوا تھا۔ کہ قطار میں ایک سپاہی کے متعلق افسر کو خیال ہوا۔ کہ وہ ٹیڑھا چل رہا ہے۔ افسر نے اس کو کہا کہ سیدھے ہو کے چلو۔ اس نے اپنی چال درست کر لی۔ اتنے میں پھر افسر کی ادھر توجہ ہوئی اور اس کو خیال ہوا کہ وہ ٹیڑھا ہی چل رہا ہے۔ اس نے پھر اس کو ادھر توجہ دلائی۔ اور اس کے ساتھ جو جمعدار چل رہا تھا۔ اس کو کہا کہ اس پر مقدمہ چلاؤ۔ اتفاق یہ کہ درحقیقت وہ سپاہی سیدھا چل رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میرے پر مقدمہ کس بات کا چلایا جائیگا۔ میں تو سیدھا چل رہا ہوں۔ دوسرے افسر نے کہا کہ اس پر پہلی بات کا مقدمہ خارج کر کے اس بات کا مقدمہ چلاؤ کہ اس نے جمعدار کو جواب دیا۔ اس کو یہ بات اس وقت پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر مقدمہ چلتا تو اس وقت یہ پیش کر دیتا۔ اسی جنگ کے دوران میں ایک یونیورسٹی کور بھی بنی تھی۔ جس میں تناسب کے لحاظ سے ہمارے احمدی بہت زیادہ تھے۔ اور یہ اس لئے بنائی گئی تھی۔ کہ دکھایا جائے کہ ملک کا ہر طبقہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ سپاہی کے طور پر کام کرتے تھے۔ ہمارے ایک احمدی کو حکم ملا کہ وہ فلاں جگہ ایک کھمبا لگائے۔ اس نے لگا دیا۔ مگر اس کے متعلق رپورٹ ہوئی کہ اس نے کھمبا نہیں لگایا۔ اس سے جواب طلب ہوا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے کھمبا لگا دیا ہے مگر سامنے ہی اس سے یہ غلطی ہوئی کہ لکھدیا کہ افسر نے رپورٹ غلط کی ہے۔ اس بناء پر اس پر مقدمہ چل گیا۔

پس اسی انتظام کے ماتحت ہم سخت انتظام کرینگے۔ اور جو ہیڈ بنائے جائیں گے ان کی پوری اطاعت کرنی ہوگی۔ ممکن ہے کہ بعض اوقات افسر سختی بھی کر بیٹھیں۔ اور مار بھی بیٹھیں۔ لیکن جو ماتحت ہو کے جائیں گے۔ ان کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنے تمام ارادوں کو چھوڑ کر جائیں اور تمام سختیوں کے مقابلہ میں کام کریں۔ اگر افسر نے اگر ناواجب تکلیف دی ہوگی۔ تو کام کے ختم ہونے کے بعد رپورٹ کر سکتے ہیں۔ مگر اس وقت کام کرنا ہوگا۔ ماتحتوں کو بہر حال افسروں کی اطاعت کرنی اور ان کا حکم ماننا ہوگا۔ اگر وہ زیادتی کریں گے تو خدا تعالیٰ ان کو سزا دیگا۔ صبر کا اجر ملیگا اور بعد میں رپورٹ کر سکتے ہیں۔

پس درخواستیں کرنے والے سن لیں کہ افسروں کی اطاعت کرنی ہوگی۔ اپنے خرچ

سے جانا ہوگا۔ اور بیوی بچوں کا خرچ آپ برداشت کرنا ہوگا۔ سوائے ان مبلغوں کے جن کو ہم لگائیں گے۔ درخواست میں یہ بھی بتائیں کہ وہ کس سہ ماہی میں تیار ہیں۔ وہاں ان کو دن رات کام کرنا ہوگا۔ اگر فاقہ کشی اختیار کرنی پڑے گی تو کریں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی سنت کی تجدید

حضرت مسیح موعود نے بھی زندگیاں وقف کرنے کا اعلان فرمایا تھا۔ کئی آدمیوں نے زندگیاں وقف کی تھیں۔ ان میں سے ایک چوہدری فتح محمد صاحب تبلیغ کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دو تین اور ہیں۔ مفتی محمد صادق صاحب بھی تبلیغ کر رہے ہیں باقی اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ حضرت مسیح موعود نے سید حامد شاہ صاحب (مرحوم) کو مقرر فرمایا تھا۔ کہ وہ شرائط و قواعد مقرر کریں۔ شاہ صاحب نے قواعد تیار کئے۔ اور میں نے ہی حضرت صاحب کو سنائے۔ ان شرائط میں یہ بات تھی کہ میں کوئی تنخواہ نہیں لونگا۔ پیدل چلونگا۔ زمین میرا بچھونا اور آسمان میرا لحاف ہوگا۔ اور درختوں کے پتے کھا کر گذارہ کروں گا۔ باہر بعض لوگوں نے ان شرائط کو سنکر ہنسی کی۔ مگر حضرت صاحب نے ان شرائط کو پسند فرمایا۔ اور کہا کہ اسلام کو ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہے۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر کر دیا ہے۔ کہ زندگیاں وقف کرنے کا طریق حضرت صاحب ہی نے چلایا ہے۔ ہم تو آپ کے کاموں کو چلانے والے یا حضور کی منشاء کی تفصیل کرنے والے ہیں۔ یہی اسلامی طریق تھا۔ اس کے لئے ہمارے احباب کو تیار ہونا چاہیئے۔ اس سکیم کے ماتحت کام کرنے والوں کو ہر ایک اپنا کام آپ کرنا ہوگا۔ اگر کھانا آپ پکانا پڑیگا تو پکائیں گے۔ اگر جنگل میں سونا پڑیگا تو سوئیں گے۔ جو اس محنت اور مشقت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ وہ آئیں۔ ان کو اپنی عزت اپنے خیالات قربان کرنے پڑیں گے۔

خدا کی راہ میں سختیاں اٹھانے والوں کو مژدہ

ایسے لوگوں کی محنت باطل نہیں جائیگی۔ ننگے پیروں چلینگے جنگلوں میں سوئیں گے۔ خدا ان کی اس محنت کو جو اخلاص سے کی جائیگی ضائع نہیں کریگا۔ اس طرح جنگلوں میں ننگے پیروں پھرنے سے ان کے پاؤں میں جو سختی پیدا ہو جائیگی وہ حشر کے دن جب پل صراط سے گذرنا ہوگا۔ ان کے کام آئیگی مرنے کے بعد ان کو جو مقام ملیگا وہ راحت و آرام کا مقام ہوگا۔ اور یہ وہ مقام ہوگا جہاں کے رہنے والے نہ بھوکے رہیں گے نہ پیاسے۔ یہ چند دن کی بھوک اور یہ چند دن کی پیاس اس انعام کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ تم لوگوں نے چندے دیکر اخلاص ثابت کیا ہے۔ لیکن تیار ہو جاؤ کہ اب جان کے مطالبے ہوں گے۔

ہمیں ہندوؤں میں ضرور کام کرنا ہے کیونکہ مسیح موعود کرشن ہیں

یاد رکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہدی اور مسیح ہی نہیں بلکہ کرشن بھی ہیں۔ یعنی آپ ہندوؤں کیلئے بھی ہادی ہیں۔ اب ہم ان میں تبلیغ شروع کریں گے۔ اور جب تک ہم ہندوؤں میں تبلیغ نہ کریں حضرت مسیح موعود کرشن کیسے ثابت ہو سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود مسیح ہیں۔ آپ کی جماعت کو مسیحیوں پر غلبہ ملیگا۔ آپ مہدی ہیں۔ مسلمانوں کو دوبارہ ہدایت آپ کے ذریعہ ملیگی۔ آپ کرشن ہیں۔ ہندوؤں میں آپ کی جماعت کو غلبہ اور آپ کی قبولیت پھیلیگی۔ ہمارے لئے حق پھیلانے کی راہیں کھل رہی ہیں۔ ہم ہندوؤں میں کام کریں گے۔ اور چھینوں تک میں دین پھیلائیں گے۔ یہ سخت مقابلہ کا وقت ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ آگے بڑھیں۔

احمدی احباب درخواستیں بھیجیں

پس میں اس اعلان کے ذریعہ یہاں کے احباب کو پہلے اور پھر بیرونجات کے احباب کو کہتا ہوں کہ وہ اس موقع پر قربانیاں کریں اور اپنی درخواستیں بھجوا دیں۔ جلد سے جلد تاکہ کام شروع ہو۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس مقابلہ میں کامیاب ہوں اور ہمارے ذریعہ حق پھیلے۔ اور ہم اس عہد کو پورا کریں۔ جو ہم نے مسیح موعود کے ہاتھ پر کیا ہے۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ آمین۔

جب حضور نے دوسرا خطبہ پڑھنا شروع کیا تو کچھ لوگ اٹھنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ جب خطبہ ہو رہا ہو اس وقت نہیں کھڑے ہوا کرتے۔ بلکہ خطبہ کے بعد اٹھتے ہیں۔ جب حضور خطبہ پڑھ چکے تو فرمایا اب کھڑے ہو جاؤ +

مسلمانان دہلی کا آریوں کی حمایت میں احمدیوں سے فساد کرنا

گذشتہ اخبار میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو مضمون "وکیل امرتسر کی دعوت کا جواب" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں مسلمانان دہلی کا آریوں کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف فساد کرنے اور قاسم علی صاحب رامپوری پر ایک نظم پڑھتے ہوئے لٹھ سے حملہ کرنے کا ذکر ہے۔ اس کی تصدیق آریہ اخبار پرکاش ۱۱ مارچ ۱۹۲۳ء نے بھی کی ہے جس میں لکھا ہے کہ

"مباحثہ سے پہلے (یعنی آریوں سے ہمارا جو مباحثہ ہونے والا تھا۔ اس سے پہلے) ایک نظم پر دہان جلسہ کی اجازت پر ایک مولوی صاحب پڑھنے لگے۔ نظم میں عیسیٰ سے لیکر موسیٰ تک کو ایک برا لفظ کہا گیا جسے عام مسلمان برداشت نہ کر سکے۔ اور فساد کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ ایک دو مسلمانوں نے لاٹھی اور تھپڑ بھی مولوی صاحب کے رسید کیا۔ خیر پولیس نے مداخلت کی مسلمانوں میں تو جوش پھیلا ہوا تھا۔ مگر آریہ شانتی کیساتھ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ پنڈت رام چندر جی کے پوچھنے پر اور یہ کہنے پر بھی کہ سب آریوں اور مسلمانوں تک کا میں ذمہ دار ہوں۔ کہ جب تک آپ کوئی ایسی بات نہ کہیں گے جس سے یہ بھڑک جاویں یہ فساد نہ کریں گے۔ پردہان نے جلسہ منتشر کر دیا۔ سارے عام مسلمان پنڈت رام چندر جی کی کھلم کھلا علانیہ تعریف کر رہے تھے۔"

وہ نظم جس پر مسلمانوں نے فساد شروع کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے جس میں آریوں کی اس بدزبانی کا ذکر ہے۔ جو یہ لوگ سارے انبیاء کے متعلق کرتے ہیں۔ اور اس نظم کا حسب ذیل شعر ہے جس کے پڑھنے پر ہمارے آدمی پر لاٹھی سے حملہ کیا گیا۔ کہ

جتنے نبی تھے آئے موسےٰ ہو یا کہ عیسیٰ ۔ مکار ہیں یہ سارے ان کی ندا یہی ہے

ایک معمولی اردو دان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ نظم کہنے والا حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ وغیرہ انبیاء کی شان میں کوئی

نبوّت مسیح موعود اور میں

(از مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب)

کچھ عرصہ کا ذکر ہے۔ میں نے بعض احباب سے سُنا تھا کہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے (اپنے اس ادعا کے ثبوت میں کہ قادیانی گروہ کے مصنفین بھی پہلے ہماری ہی طرح حضرت مسیح موعود کو جزی یعنے محدث اور فقط لغوی اور مجازی نبی مانتے تھے) جہاں اور مصنفین کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ وہاں تمہارے ایک مضمون مندرجہ اخبار بدر ۱۹۱۱ء سے ایک عبارت نقل کی ہے۔ لیکن نہ میں نے وہ مضمون دیکھا۔ اور نہ اس کی تردید کی مجھے کوئی ضرورت محسوس ہوئی۔ لیکن پچھلے دنوں جب مکرمی جناب مولوی محفوظ الحق صاحب بدایونی ایک طویل سفر سے واپس تشریف لائے۔ تو انھوں نے پھر اس کا ذکر کیا۔ اور اس کی تردید کی ضرورت ظاہر کی اور ایک نسخہ اتمام حجت نمبر ۱ کا بھی مجھے دیا۔ جس کی ابتدائی عبارت یہ ہے:-

"میں چند ٹریکٹوں کے ذریعہ سے میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مُریدین پر اس بات کو واضح کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ کہ میاں صاحب نے جو نبوت حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کی ہے۔ وہ ان کا اپنا اختراع ہے۔ حضرت مسیح موعود یا جماعت احمدیہ اس مذہب پر قائم نہ تھے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں یہ دکھاؤں گا۔ کہ جو لوگ آج میاں صاحب کی مُریدی کی وجہ سے ان کی ہاں میں ہاں ملا کر حضرت مسیح موعود کی نبوت کو محدثیت یا لغوی یا مجازی نبوت سے بالاتر قرار دیتے ہیں۔ وہ میاں صاحب کی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے شائع ہونے سے پہلے کیا لکھتے رہے ہیں۔ اتمام حجت کے لئے صرف ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریروں کا حوالہ دیا جائیگا۔"

مولوی صاحب کی اس عبارت سے صاف صاف یہ ادعا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حقیقۃ النبوۃ کی اشاعت سے پہلے قادیانی گروہ کے مصنفین حضرت مسیح موعود کو نبی یعنے محدث اور فقط لغوی مجازی نبی مانتے۔ اور لکھتے رہے ہیں۔ اور حقیقۃ النبوت کی اشاعت کے بعد انھوں نے میاں صاحب کی مریدی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کو اس سے بالاتر نبوت والا نبی قرار دیا ہے۔ اور یہ امر واقع ہے کہ حقیقۃ النبوۃ ۱۹۱۵ء میں شائع ہوئی ہے۔

پس ناظرین سے التماس ہے کہ حقیقۃ النبوۃ کے حد مقرر کرنے کو ملحوظ رکھیں۔

اسکے بعد لکھا ہے (۱) سب سے پہلے مولوی سرور شاہ صاحب کو لو۔ جنھوں نے قرآن شریف کی تفسیر بھی سات آٹھ پاروں کی لکھی ہے۔ اور تھیولاجیکل کالج (مدرسہ احمدیہ) کے پرنسپل ہیں۔ اور میاں صاحب کے اُستاد ہیں۔ اور میاں صاحب کی عدم موجودگی میں امامت نماز کراتے ہیں۔ ۱۹۱۱ء میں یعنی حضرت مسیح موعود کی وفات سے تین سال بعد تک۔ ان کا مذہب کیا تھا۔ جب کسی مخالف نے لفظ نبی کے استعمال پر اعتراض کیا۔ تو اسوقت مولوی سرور شاہ صاحب نے ذیل کا جواب دیا۔ جس کو اخبار بدر نے لفظ نبی یا مجدد کا استعمال کا عنوان قائم کر کے شایع کیا۔

اس عبارت میں جناب مولوی صاحب نے میری چند تعریفیں لکھی ہیں۔ مگر نیک نیتی کی بناء پر نہیں۔ بلکہ بزعم خود ہماری جماعت پر اپنا حملہ مضبوط کرنے کے لئے۔ پہلی تعریف یہ کی ہے "کہ جنھوں نے قرآن شریف کی تفسیر بھی سات آٹھ پاروں کی لکھی ہے۔" مگر یہ نہ لکھا۔ کہ وہ تفسیر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لکھی گئی ہے اور اس کی میں ہمیشہ تعریف کیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات سے آٹھ دن پہلے جناب مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کو اپنے خفیہ ٹریکٹ پر دستخط کرنے کے لئے بذریعہ تار منگوایا گیا تھا۔ تو مولوی صاحب مذکور کے یہ کہنے پر کہ یہ نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی تفسیر تھی۔ اسکی اشاعت کیوں بند کر دی ہے۔ یہ ضرور ہی شایع ہونی چاہیئے تو آپ نے (محمد علی نے) یہ کہا تھا کہ جناب جو قدر اس تفسیر کی میری نگاہ میں ہے۔ وہ اور کسی کی نظر میں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جب میں نے انگریزی ترجمہ کے لئے نوٹ لکھنے چاہے۔ تو میں نے بہت تفسیروں میں چند آیات مطالعہ کیں۔ اور بالآخر سرور شاہ کی تفسیر کو دیکھا۔ تو میری طبیعت نے فیصلہ کیا کہ اس تفسیر کے ہوتے ہوئے کسی اور تفسیر کے دیکھنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے ان پاروں میں فقط اسی کے مطالعہ پر اکتفاء کی ہے۔ جہاں تک یہ شائع ہو چکی تھی۔ اور ان کے بعد مجھے اور تفاسیر کے دیکھنے میں بڑی محنت اور مشقت کرنی پڑی ہے۔ کیونکہ ایک بات ایک میں ملی تو دوسری کسی اور میں۔ اس کی تصدیق تو جناب مولوی غلام حسن صاحب سے ہو سکتی ہے۔ پھر اس سے بھی زیادہ کچھ سننا ہو تو جناب مولوی صدر الدین صاحب سے سُن سکتے ہیں۔

پھر دوسری تعریف یہ لکھی ہے:- "اور جو تھیولاجیکل کالج کے پرنسپل ہیں۔" مگر یہ نہیں لکھا کہ میرے سکرٹری شپ کے زمانہ میں بھی اس کالج کے پرنسپل تھے۔ پھر تیسری تعریف یہ لکھی ہے:- "اور میاں صاحب کے استاذ ہیں۔" مگر یہ نہ لکھا کہ میرے (محمد علی کے) بھی استاذ ہیں۔ بلکہ میرے اُستاذ کے بھی اُستاذ ہیں۔ کیونکہ جب حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مغفور و مرحوم کے ساتھ ملکر مولوی مبارک علی سیالکوٹی اور مولوی عبد اللہ کشمیری کتاب سیبویہ اس سے پڑھا کرتے تھے۔ تو استاذی المرحوم مجھے بھی ساتھ بٹھلاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ گوش زدہ اثرے دارد۔

پھر اس کے بعد چوتھی تعریف یہ لکھی ہے:- "اور میاں صاحب کی عدم موجودگی میں امامت نماز کراتے ہیں۔" مگر ساتھ یہ نہ لکھا۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اگر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مغفور و مرحوم اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوتے۔ تو یہی امامت نماز ہائے پنجگانہ اور امامت نماز جمعہ کیا کرتا تھا۔ بلکہ حضرت مولانا صاحب کی عدم موجودگی میں یہی درس قرآن شریف بھی دیا کرتا تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی ابتدائے خلافت میں ایسا ہی رہا۔ پھر آپ نے حکم دیا۔ کہ میری عدم موجودگی میں جناب میاں صاحب ہی امامت نماز کریں۔ اور وہی درس قرآن شریف دیں۔ چنانچہ اس زمانہ تک تو ایسا تھا۔ لیکن اس کے بعد ایسا نہیں۔ بلکہ بہت سے احباب ہیں۔ جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی غیر حاضری میں امامت نماز کراتے ہیں۔ اور کوئی واحد شخص مقرر نہیں۔ بلکہ بارہا سرور شاہ کی موجودگی میں بھی دوسرے احباب میں سے بعض امامت صلوٰۃ

کرتے ہیں۔ لیکن باوجود ان سب باتوں کے کیا سرور شاہ کا قول جماعت پر حجت ہو سکتا ہے۔ ہرگز اور ہرگز نہیں باوجود ان تعریفوں کے اگر سرور شاہ نے پہلے کبھی لکھا ہو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود ؑ فقط نبی لغوی یا بمعنی محدث تھے۔ یا خدا نخواستہ اب لکھے - تو یہ نہ کسی اور احمدی پر حجت ہے۔ اور نہ خود سرور شاہ پر۔ بلکہ حجت کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ اور تحریرات سیدنا حضرت مسیح موعود ہیں۔ سرور شاہ تو کس شمار میں ہے۔ اگر ان تین کے خلاف کسی خلیفہ کا قول بھی ہو۔ وہ بھی حجت نہیں ہو سکتا۔ جب جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں اس بارہ میں یہ تینوں ثبوت بین سے بین اور قطعی طور پر موجود ہیں۔ تو پھر ان کے خلاف وہ کسی کے قول سے مرعوب نہیں ہو سکتے۔ الحمد للہ جس طرح آپ جانتے ہیں۔ کہ حضرت میاں صاحب کی مریدی کی وجہ سے اسوقت بلکہ حقیقۃ النبوۃ کی اشاعت کے زمانہ سے سیدنا حضرت مسیح موعود کو نبی بالاتر از نبوت لغوی و مجازی یا نبوت بمعنی محدثیت مانتا ہوں اسی طرح حقیقۃ النبوۃ کی اشاعت سے پہلے بھی مانتا چلا آیا ہوں اور انشاء اللہ آیندہ بھی مانتا رہوں گا ؏

(باقی آیندہ انشاء اللہ)

احمدی عورتوں کے لئے ثواب کا موقع

نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ ہم ناچیزوں کی بھی سُنی گئی اور فاروقی زمانہ میں احمدی عورتوں کو بھی خدمت دین کا موقع دیا گیا ہے۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مہربانیاں اور عنایات ہیں ہم کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اور ان کے لئے بہت بہت دُعائیں کرنی چاہئیں میری پیاری بہنو! ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم دین کے لئے ایسی قربانی کریں۔ اور پیاری سے پیاری چیز دین کی راہ میں دیں۔ کہ ہمارا خدا ہم سے راضی ہو جائے۔ اور یورپ کے مرد اور عورتیں دیکھ کر متاثر ہوں۔ کہ ہندوستان کی غریب عورتوں نے چندہ جمع کر کے ہمارے واسطے کیسی عظیم الشان مسجد تیار کرائی ہے جس سے ان کے دل پر اسلام کی عظمت اور سچائی کا اثر پڑے۔ اور وہاں کے پادری اسلام پر گندہ اعتراضات کرنے سے شرما جائیں۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے ہم کو چاہیئے۔ کہ کوشش کر کے اس چندہ کو بہت جلد پورا کر کے خدمت دین میں حصہ لیں۔ میری بہنو! یہ کسی طرح بھی گھاٹے کا سودا نہیں۔ بلکہ ثواب کے علاوہ یہ ایک صدقہ جاریہ ہو گا۔ جو قرنہا قرن تک جاری رہے گا۔ اور آنے والی نسلیں دیکھ کر اور سنکر خوش ہونگی۔ کہ ہماری دادیوں۔ نانیوں نے ایسے ایسے کام کئے ہیں۔ اور ہمارے لئے دُعائیں کرینگی۔ اور اس طرح ان کو بھی خدمت دین کی توفیق ملیگی۔ اور اس کا ثواب بھی آپ کو پہونچیگا دیکھو پہلے وقتوں کی عورتوں کو اسلام سے کس قدر محبت تھی۔ کہ اپنی جانیں تک بھی اسلام کے لئے قربان کر دیتی تھیں۔ لڑائیوں میں جاتی تھیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ لیکن اب تو صرف ہم سے مال جیسی حقیر چیز طلب کی جاتی ہے۔ کسی محنت مشقت یا جان کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ پس میں تمام ماؤں بہنوں بہوؤں اور بیٹیوں سے التماس کرتی ہوں۔ کہ مال زیور کپڑا جو کھو جانے والی اور گھس جانے والی اور کسی نہ کسی طرح فنا ہو جانے والی چیزیں ہیں۔ ان کو اپنے سے علیحدہ کر کے نہایت اعلیٰ ثواب اور کبھی نہ فنا ہونیوالی چیز حاصل کریں۔ دیکھو یہ وقت ہے۔ اس کی قدر کرو وہ زمانہ آنے والا ہے۔ کہ بڑے بڑے مالوں کی قدر نہ ہوگی۔ اور اس قدر اور اتنا مال دینے والے ہونگے کہ ہماری یہ چھوٹی چھوٹی رقمیں ان کے آگے ہیچ ہونگی لیکن ان کی وہ قدر نہ ہوگی۔ جو اسوقت ہمارے پیسوں کی ہے۔ پیاری بہنوں کوشش کرو۔ تم اس ثواب کی مستحق ٹھہرو۔ ورنہ یہ کام خود ہو کر رہیں گے برلن میں عورتوں کی ہی طرف سے مسجد بنیگی۔ اور میرا ایمان ہے کہ ضرور بنے گی۔ لیکن کیا خوش قسمتی ہے کہ تم بھی اس میں شریک ہو۔

اس کے علاوہ ایک اور بات ہے۔ جو احمدی خواتین سے کہنا چاہتی ہوں۔ وہ یہ کہ ہمیں آپس میں ملتے جلتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ آپس میں بلکہ ایک دوسرے سے تعلقات بڑھیں۔ اور محبت پیدا ہو۔ اور ہمارا رشتہ جو دین کی وجہ سے ہے۔ اور وہ رشتہ سب رشتوں سے اعلیٰ ہے۔ اس میں ترقی اور پختگی پیدا ہو۔ بعض بہنوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ لاپرواہی کرتی ہیں۔ اور ایک دوسری سے ملنے کا شوق نہیں رکھتیں۔ اگر ہم آپس میں ہمدردی نہ کرینگی۔ تو ہمارا اسلام کیا ہوا؟

بہنوں سے آخر میں پھر گذارش کرتی ہوں کہ وہ کھلے دل سے خود بھی چندہ دیں۔ اور اپنی بچیوں کے ہاتھوں سے بھی دلوائیں۔ تاکہ ان کو بھی شوق پیدا ہو۔ اور خدمت دین کے لئے تیار ہوں۔ فقط۔ والسلام

احمدی بہنوں کی خادمہ

اہلیہ بابو محبت الرحمٰن صاحب لاہور

صیغہ بیت المال کی ہدایات

(۱) مسجد برلن کے لئے جو زیورات چندہ میں آویں۔ ان کو حسب اعلان الفضل فروخت کر کے اس کی قیمت ارسال کی جائے۔ زیورات کی فروخت کا یہ طریق اختیار کیا جائے۔ کہ سب زیورات کی ایک فہرست اس طرح تیار کی جائے کہ ہر ایک نام کے آگے زیور کا نام ہو۔ اور اس کے آگے اس کی وہ قیمت ہو۔ جو فروخت کے بعد وصول ہوئی ہو تاکہ اس امر کا معلوم کرنا مشکل نہ ہو کہ زیور کی قیمت کتنی کتنی اور کس کس کی طرف سے ملی ہے۔ اور اس کی فروخت کا انتظام امیر جماعت یا پریذیڈنٹ بہ معیت سکرٹری یا محاسب اس طرح کرے کہ دو دوسرے ممبر جن کو مقامی کمیٹی اس غرض کیلئے چن لے مقرر کرے۔ یہ چاروں اصحاب اس زیور کو فروخت کریں۔ یہ سب کمیٹی کاغذ پر دستخط کرے کہ ہم نے اطمینان کر لیا ہے۔ زیور سستا نہیں فروخت کیا گیا۔ تاکہ کسی کو بعد میں کبھی اعتراض کا موقع نہ رہے ؏

(۲) ہر ایک جماعت کو اپنا بجٹ مقرر کردہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۳ء تک پورا کرنا ایک لابدی امر ہے۔ چاہیئے کہ ابھی سے اس کا ذکر کرتے رہیں۔ جن کا بجٹ مقررہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۳ء تک پورا نہ ہو گا۔ اس کی کمی ان سے آئندہ سال میں ضرور وصول کی جاویگی (۳) شرح چندہ ارفی روپیہ ہے۔ زمیندار جماعتیں ہر ایک جنس پر اڑھائی سیر فی من کے حساب سے لیں (۴) ایسے افراد جو ابھی تک کسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان کو چاہیئے کہ وہ اپنے مقام پر جماعت پیدا کریں یا اپنے قریب کی جماعت میں شامل ہو

کیا وید تحریف والحاق سے محفوظ ہیں؟

آریہ مسافر غور کرے

ایڈیٹر آریہ مسافر نے ہمارے دوست کے جواب میں لکھا ہے کہ "اس کے (وید) محفوظ ہونے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ وید کے منتر وغیرہ سب شمار ترتیب وغیرہ میں مدتوں کے لکھے قلمی نسخوں اور دوسری کتابوں کے عالموں کے بیانوں کے مطابق نسخوں اور تمام چھپے ہوئے ویدوں میں برابر ملتے ہیں۔ اگر آج تک کوئی شخص ایسے دو نسخے پیش کر سکتا۔ یا آئندہ کرے جن میں اختلاف ہو۔ تو وید کے محفوظ ہونے میں کچھ شک کرنا موزون ہو سکتا ہے۔ لیکن موجودہ حالت میں تو کسی کو ذرا بھی گنجائش تک نہیں مل سکتی"
(مسافر ۲۵ فروری ۳۸ء)

مسافر لکھتا ہے کہ ویدوں کے محفوظ ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ وید کے منتر وغیرہ سب شمار اور ترتیب میں مدتوں کے قلمی نسخوں اور دوسری کتابوں کے عالموں کے بیانات کے مطابق اور چھپے ہوئے نسخوں میں یکساں ہیں۔

ویدوں کے محفوظ عن التحریف والالحاق ہونے کا دعویٰ کرنے کی جرأت ایڈیٹر مسافر کو لیکھرام کی تحریرات اور دیگر چند ایک آریہ پنڈتوں سے سن کر ہوئی۔

لیکن اگر وہ ویدوں کے مختلف نسخوں اور علماء وید کی تحریرات و تحقیقات کا خود مطالعہ کرتا تو اس کے قلم سے یہ الفاظ نہ نکلتے۔

اب ایڈیٹر آریہ مسافر اپنے اس شنیدہ دعویٰ کی حقیقت بھی سُن لے۔ سب سے پہلے ہم علماء وید کے وہ بیانات نقل کرتے ہیں۔ جو انہوں نے خود تحقیق کر کے وید کے منتروں کی تعداد کے متعلق لکھے۔

الفضل کے محدود کالم اس بات سے مانع ہیں۔ کہ ہم اس جگہ چاروں ویدوں کے منتروں کے وہ تمام اعداد و شمار نقل کریں۔ جو مختلف اوقات و زمن میں علماء نے بیان کئے۔ اس لئے بطور نمونہ مشتے از خروارے اس جگہ صرف رگوید کے منتروں کے اعداد شمار پر ہی اکتفا کریں گے۔

رگوید کے جس نسخہ کو سامنے رکھ کر سوامی دیانند جی نے رگوید کے منتروں کو گنا اس کی رو سے اس وید کے منتروں کی تعداد ۱۰۵۸۹ ہے۔

حوالہ کے لئے دیکھو رگوید بھاشیہ جلد اول کا شروع

مگر پروفیسر بالکرشن صاحب ایم۔ اے نے رگوید کے منتروں کی تعداد ۱۰۵۱۸ بتلائی ہے۔ ملاحظہ ہو ہندی تواریخ ہند جلد اول ص ۳۲

اور پنڈت شیو شنکر صاحب کا ویہ تیرتھ ۱۰۴۰۲ فرماتے ہیں۔ دیکھئے ان کی تصنیف وید اتہاس نرنے کی بھومکا ص ۱۱۱

اور سوامی دیانند بی۔ اے (سناتنی پنڈت) سیتارتھ ودیک میں ۱۰۸۰۳ کہتے ہیں۔

اسی طرح اور بھی کئی ایک پنڈتوں اور عالموں نے ہر ایک وید کے علیحدہ علیحدہ منتر گنے اور اپنی کتابوں میں لکھی جن کا اگر مقابلہ کیا جائے تو اکثر ایک دوسرے کے متضاد نظر آئیں گے۔

پس اس اختلاف سے مسافر کا یہ دعویٰ باطل ہو گیا کہ علماء کے بیانات کا تطابق ویدوں کے محفوظ ہونے کا ثبوت ہے۔

اب رہی یہ بات کہ کسی بھی دو نسخوں میں اختلاف سو اس کی تردید میں بھی نمونتاً ایک مقام نقل کر دینا کافی ہوگا۔ دیکھئے یجروید ادھیائے ۲۵ منتر ۴۴ مطبوعہ ویدک پریس اجمیر کا ص ۱۱۹ میں اصل عبارت یہ ہے۔

"نہ نو یودھی شردھی ہو مرشیا نواد ہا تماسماتا"

اور یہی عبارت بانی آریہ سماج نے اپنی تفسیر میں نقل کر کے اور اسے وید کا متن قرار دے کر اس کا ترجمہ و تفسیر بھی کی ہے۔ (دیکھو یجروید بھاشیہ جلد دوم ص ۹۲۵)

لیکن بالمقابل ان کے شری وینکٹیشور پریس بمبئی میں طبع شدہ یجروید کے نسخہ کے ادھیائے ۲۵ کے ۴۴ ویں منتر کی یہ عبارت تلاش کریں۔ تو قطعاً نہیں ملتی۔ کیا یہ صریح اختلاف نہیں۔ اور طرہ یہ کہ اگر شری ۰۸ اُہید حضر جی مہاراج قدیم مفسر وید کی تفسیر یجروید دیکھیں۔ تو اس میں بھی یہ عبارت مفقود ہے۔ پس کیا یہ اختلافات مسافر کے بنیاد دعویٰ کو باطل کرنے کے لئے کافی نہیں۔

اسی طرح اور بھی کئی ایک مقامات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن سے آریوں کے اس پوچ دعویٰ کی تغلیط ہوتی ہے۔ لیکن ایک حق پسند انسان کے لئے یہ کافی ہے۔ مگر ہاں محض ایڈیٹر آریہ مسافر کی خاطر ایک اور حوالہ بھی پیش کئے دیتے ہیں۔

بانی آریہ سماج شری سوامی دیانند جی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش ہندی کا ص ۱۵۶ پر لکھتے ہیں۔

"انگاد نگات سمبھوسی ہردیاد وہی جایسے آتما وئی پترنا ماسی سہ جیو شردہ شتم"

یہ سام وید کا وچن (قول) ہے۔

ہے پتر! تو انگ انگ سے اُتپن ہوئے۔ دیریہ سے اور ہردیہ سے اتپن ہوتا ہے۔ اس لئے تو میرا آتما ہے۔ مجھ سے پورو مت مرے۔ کنتو سو ورش تک جی"

سوامی جی نے یہ سنسکرت عبارت یعنی انگاد نگات الخ سام وید کے جس نسخہ سے دیکھ کر لکھی ہے اس نسخہ میں اور موجودہ نسخوں میں اس عبارت کے بارے میں سخت اختلاف ہے۔

ہمارے پاس دو تین مختلف مطابع کے طبع شدہ نسخہ ہیں۔ مگر ان میں یہ نہیں ہے۔

پس یہ ویدوں کے باہمی اختلاف کا دوسرا زبردست ثبوت ہے۔ امید ہے مسافر اس پر اچھی طرح غور کریگا۔ اور اگر اسے سچائی سے کچھ بھی الفت ہوگی۔ تو ویدوں کے تحریف و الحاق سے پاک ہونے کے بے بنیاد دعویٰ کو واپس لے گا۔

ہمارے خیال میں آریوں کے اس دعوے کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے کہ ویدوں میں تحریف نہیں ہوئی۔ یہ مختصر سی تحقیق کافی ہے۔ ہاں اگر مسافر دلی میں اس دعوے کو پھر کبھی دہرایا گیا تو اس پر اور بھی بہت کچھ لکھا جائیگا۔

فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

قادیان کی اراضی زیر قبضہ موروثی دخیل کاران

چونکہ بعض دوست بعض ان اراضیات کے متعلق جو ہمارے ماتحت موروثی دخیل کاروں کے زیر قبضہ ہیں۔ اور ہم ان کے مالک ہیں۔ خریدنے کا ارادہ کیا کرتے ہیں۔ اس لئے اطلاع عام کی غرض سے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ قادیان کے موروثی دخیل کار دفعہ نمبر ۶ کے موروثی ہیں جن کو بغیر اجازت مالکان رہن یا بیع یا تبادلہ اراضی موروثی کا قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے۔ لہذا کوئی صاحب کسی موروثی دخیل کار سے غفلت کی حالت میں سودا کرکے اپنا روپیہ ضائع نہ کریں اسپر بعض احباب یہ درخواست کیا کرتے ہیں کہ پھر انہیں کسی موروثی اراضی کے خریدنے کی اجازت دیدیجئے۔ ایسے احباب بھی مطلع رہیں۔ کہ بعض وجوہات کی بنا پر جن پر طرفین کی بھلائی مقصود ہے ہمنے پورے غور کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں ایسی اجازت نہیں دینی چاہئیے۔ لہذا اس معاملہ میں احباب ہمیں معذور سمجھیں

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

یکم مارچ کے الفضل میں

پنجابی شاعری پر جو دلچسپ مضامین شائع ہوا ہے اس کے لئے اطلاعاً عرض ہے۔ کہ مفصلہ ذیل رسالے پنجابی منظوم منگوائیے۔ خود پڑھیے اپنے گھر والوں کو پڑھائیے۔ محلے محلے گاؤں گاؤں سنائیے اور اللہ سے اجر پائیے۔

مولانا ولپنڈیرو ڈاکٹر منظور احمد کے منظومات

داہ واہ مہدی دا دربار	۳ر	گھڑیال احمدی	شر
چٹھی مسیح	ار	منارۃ المسیح	شر
جنڈڑی	۱۰ر	نیزہ احمدی ہر دو حصہ	۵ر
چٹھی مہدی	شر	روحانی چرخہ	شر
مرزا مہدی	ار	ڈھنڈورہ احمدی	۱۰ر

یہ مجموعہ مع محصول ڈاک ایک روپیہ میں دیا جائیگا۔

چمکار محمدی	۲ر	نماز احمدی مترجم مع عقائد احمدیہ	۵ر
گلزار نبوۃ	۴ر		

جھوک مہدی والی	۱۰ر	شمشیر مہدی	ار
نظارہ امرت سری	ار	سہاگ نامہ (راجیکی)	ار
گلدستہ احمدی (راجیکی)	شر	ابیات ہدایت اللہ	ار
سہاگ نامہ (جھنڈے خاں)	۱۰ر	ہیکڑ پوچ فقیر	ار
وفات نامہ عبد الحئی	ار	وفات نامہ خلیفہ اول	ار
ماں دھی	شر	گلزار محمدی	شر
کامن احمدی	ـلر	اظہار الحق	ـلر
ڈھولا احمدی	ار	چرخہ احمدی	۴ر
باران مہدی	۲ر	الٰہی غیرت عیسائیاں حاجی نعیم	۲ر

یہ کل کتابیں جو تین روپے اڑھائی آنے کی ہیں۔ صرف دو روپیہ آٹھ آنہ میں دیدی جائینگی محصول ڈاک علاوہ۔ اس کے علاوہ تمام سلسلہ کی کتابیں ہم سے منگوائیں۔

نصیر بک ایجنسی قادیان

فتنۂ ارتداد اور چھوٹے بڑے احمدی کے جذبات

مسرّت انگیز اور ایمان افزا مثالیں

ایک بوڑھے باپ کا اپنے بیٹوں کو پیش کرنا

راجپوتوں کے فتنہ ارتداد کو مٹانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے الحال ۱۵۰ کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے کی جو تحریک فرمائی ہے۔ اسپر مرکزی احباب جس جوش اور اخلاص سے لبیک کہہ رہے ہیں۔ اس کی ایک مثال ذیل میں درج کی جاتی ہے :-

۱۰ مارچ جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی عصر کی نماز کے بعد مسجد میں رونق افروز ہوئے۔ تو قاری نعیم الدین صاحب بنگالی نے جو ایک معمر اور سن رسیدہ بزرگ ہیں۔ کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہی۔ اور اجازت ملنے پر اپنی بنگالی اردو میں ایک پرجوش تقریر کی۔

قاری صاحب نے کہا بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ علیحدگی میں بھی ان کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر جماعت کے روبرو کہی جائیں۔ تو زیادہ مفید ہوتی ہیں۔ اس لئے میں جماعت کے روبرو حضور سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ گو میرے بیٹے (مولوی) ظل الرحمٰن اور مطیع الرحمٰن (متعلم بی اے کلاس) نے مجھ سے کہا نہیں۔ مگر میں نے اندازہ کیا ہے کہ حضور نے جو کل راجپوتانے میں جا کر تبلیغ کرنے کے لئے زندگی وقف کرنے کی تحریک کی ہے۔ اور جن حالات میں وہاں رہنے کی شرائط پیش کی ہیں۔ شاید ان کے دل میں ہو کہ اگر وہ حضور کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کرینگے۔ تو مجھے جوان کا بوڑھا باپ ہوں۔ تکلیف ہوگی۔ لیکن میں حضور کے سامنے خدا تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ کہ مجھے ان کے جانے اور تکالیف اٹھانے میں ذرہ بھی غم یا رنج نہیں۔ میں صاف صاف کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ دونوں خدا کی راہ میں کام کرتے ہوئے مارے بھی جائیں۔ تو اسپر میں ایک بھی آنسو نہیں گراؤں گا بلکہ خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کروں گا۔ پھر یہی دو نہیں۔ میرا تیسرا بیٹا محبوب الرحمٰن بھی اگر خدمت اسلام کرتا ہوا مارا جائے۔ اور اگر میرے دس بیٹے اور ہوں۔ اور وہ بھی مارے جائیں۔ تو بھی میں کوئی غم نہیں کروں گا۔ شاید یہ خیال ہو کہ بیٹوں کی تکلیف پر خوش ہونا کوئی بات نہیں۔ بعض لوگوں کو ایسی بیماری ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے عزیزوں کی موت پر بھی ہنستے رہتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ اگر میں بھی خدا کی راہ میں مارا جاؤں۔ تو میرے لئے عین خوشی کا باعث ہوگا ؎

میں جانتا ہوں کہ ریا اور نمود ہلاکت کی باتیں ہیں۔ اس لئے میں حضور سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے دل کو ریا اور عجب سے کہ ایمان کے لئے زہر ہیں۔ بچائے۔ اور مجھے اخلاص عطا فرمائے۔ بنگالی لوگ دل کے مضبوط نہیں ہوتے۔ مگر مسیح موعود پر ایمان لانے سے ہم لوگوں کے قلوب قوی ہو گئے ہیں۔ اور ایمان نے ہماری کمزوری کو دور کر دیا ہے۔ اس لئے خدا کی راہ میں جو بھی تکلیف آئے۔ اس سے ہم نہیں گھبراتے۔ اور اسے اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے ؎

اس تقریر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور دوسرے احباب نے جزاک اللہ کہا۔

یہ ان جذبات کا ایک نمونہ ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ارشاد پر آپ کے خدام کے سینہ میں موجزن ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو عمل میں لانے کی ہر ایک کو توفیق بخشے۔ اور اپنے فضل اور کرم سے کامیاب کرے ؎

یہ مردوں کے جوش اور اخلاص کی ایک مثال ہے۔ اور وہ بھی اس طبقہ میں سے جو اپنی آخری عمر کی وجہ سے اولاد کی امداد کا ہر طرح محتاج ہوتا ہے ؎

احمدی مستورات کے اخلاص کی مثال

اسکے بعد طبقہ اناث کی مثال پیش کی جاتی ہے :-

۱۳ تاریخ بعد نماز مغرب جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد میں رونق افروز تھے۔ اور اس بات پر غور کیا جا رہا تھا کہ راجپوتوں میں تبلیغ کے لئے فوری چندہ جمع کرنے کے لئے کیا طریق اختیار کیا جائے۔ حضور نے اس جوش کا ذکر کرتے ہوئے جو یہاں کے بوڑھے سے لیکر بچے تک پایا جاتا ہے۔ فرمایا:-

میں گھر میں جتنی دفعہ مستورات کے پاس سے گذرا ہوں ان میں اسی معاملہ کے متعلق گفتگو ہوتی سنی ہے۔ کہ ہم کس طرح اس کام میں حصہ لیں۔ اور لجنہ اماء اللہ یعنی مستورات کی انجمن کی ممبر عورتوں نے اپنے دستخطوں سے درخواست پیش کی ہے کہ ہمیں بھی بتایا جائے۔ کہ ہم اس کام میں کیا اور کس طرح مدد دیں ؎

اسی امر کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے درس القرآن (۱۲ مارچ) کے موقع پر فرمایا عورتوں کی انجمن بنانے اور ان کے ذمہ برلن کی مسجد کا چندہ لگانے سے ان میں ایک نئی روح پیدا ہو گئی ہے۔ اور وہ بھی سمجھنے لگ گئی ہیں کہ ہم بھی خدمت دین کر سکتی ہیں۔ راجپوتوں میں تبلیغ کے متعلق جو تحریک کی گئی ہے۔ اسکو سن کر عورتوں کی طرف سے بھی کہا گیا ہے کہ اس موقع پر ہمیں بھی خدمت دین کا موقع دیا جائے۔ ان کو اس خدمت دین میں شامل کرنے کا سوال تو الگ ہے۔ اور اس کے متعلق پھر فیصلہ کیا جائیگا۔ مگر اس سے یہ تو ظاہر ہے کہ مستورات میں بھی قربانی اور ایثار کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ اور وہ بھی ہر خدمت دین میں حصہ لینے کے لئے تیار ہیں ؎

یہ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مرکز کی عورتوں کی انجمن کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ اور بھی کئی انفرادی حالتوں میں عورتوں نے اس موقع پر خدمت دین کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اور بعض نے تو خاص نسوانی معذوری کے باوجود دور دراز کا سفر کرنے اور اس علاقہ کی مستورات میں تبلیغ کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔

مبارک ہے جماعت احمدیہ جس کی عورتوں میں خدمت اسلام کے لئے ایسا جوش اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ کہ وہ اسلام کے لئے ہر تکلیف اور ہر دکھ کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہیں

چھوٹے بچوں میں خدمت اسلام کا جوش

مگر ہماری جماعت کے اخلاص کی یہی حد نہیں۔ بلکہ عورتوں کے بعد جو ایک اور طبقہ ہے۔ یعنی چھوٹے بچے ان میں بھی نہایت ہی مسرت انگیز اور دل خوش کن نظارے موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے سنایا۔ کہ منور احمد (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا صاحبزادہ جسکی عمر ۵ سال کی ہے) اپنی چھوٹی بہن (جس کی عمر ۲ سال کی ہے۔) کہہ رہا تھا بی بی میں تو ہندوؤں کو مسلمان بنانے جانے والا ہوں تم بھی چلوگی۔ اس نے کہا ہاں میں بھی چلوں گی۔ منور احمد نے کہا اچھا پھر تیار ہو جا یہ ان بچوں میں گفتگو ہو رہی تھی۔

پھر فرمایا۔ مجید احمد نے (حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کا صاحبزادہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا نواسہ ہے۔ اور جس کی عمر ۱۲ سال کی ہے اس نے) اپنی والدہ (نواب مبارکہ بیگم صاحبہ) کو لکھکر دیا ہے کہ تبلیغ اسلام کرنا بڑوں کا ہی فرض نہیں بلکہ ہمارا بھی فرض ہے اس لئے آپ جب تبلیغ کے لئے جائیں۔ تو مجھے بھی لے چلیں۔ اور اگر آپ نہ جائیں تو مجھے ضرور بھیجدیں۔

یہ ان بچوں کے جذبات ہیں جن کی عمر کا تقاضا سوائے کھانے پینے اور کھیلنے کودنے کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس فضائے ارض حرم کی برکت ہے جس میں یہ باغ احمد کے پھول مہک رہے ہیں۔ اور ان مقدس گھرانوں کا اثر ہے جس میں یہ شجر احمدیت کے ثمر پرورش پا رہے ہیں۔ ابھی سے ان میں ایسی روح پھونک دی ہے۔ کہ جس کا نمونہ اور کہیں نہیں مل سکتا۔ اور ان کے دینی جذبات ابھی سے ایسے اعلیٰ ہیں۔ کہ مسلمان کہلانے والوں کے علماء اور فضلا بھی ان سے محروم اور تہی دست ہیں۔

یہ الگ بات ہے کہ ان معصوم بچوں کو جانے کا موقع نہ ملے لیکن ان کی حالت میں موقع ملنے یا نہ ملنے کا سوال ہی نہیں۔ دیکھنے اور غور کرنے کی بات صرف ان کی تیاری اور آمادگی ہے۔ اور وہ گفتگو ہے جو انہوں نے کی کاش سوچنے والے سوچیں۔ اور غور کرنے والے غور کریں کہ جس جماعت کے بچوں تک میں خدمت اسلام کے متعلق یہ جوش اور یہ ولولہ ہو۔ اس کے قائم کرنے والے کے صادق۔ راستباز اور فرستادہ خدا ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے

اس ذکر کو ختم کرنے سے قبل ہم ان مقدس اور محترم والدین کو مبارکباد عرض کرتے ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو دودھ کے ساتھ ہی دین اور

مُباحثہ جلال پور جٹاں

سنی و شیعہ کے مابین اس مشہور و معروف مباحثہ میں اللہ تعالیٰ نے جو کامیابی اہل سنت و جماعت کو دی۔ وہ سب اہل علاقہ کو معلوم ہے۔ اس فتح مبین کا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے۔ کہ درنجف کا ایڈیٹر جو اپنے میر مناظر کا معاون خصوصی تھا۔ چیخ اٹھا ہے۔ اور ہزیمت خوردوں کی طرح بے نقط سنانی شروع کر دی ہیں۔

پہلے پہل تو تمام جلال پور والوں کو سنائی ہیں یا بالفاظ دیگر اپنی مذہبی عبادت تمام ارکان کے ساتھ ادا فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"قصبہ مذکور میں ایک مسلمان بھی وسیع الخیال اور معقول نظر نہیں آیا۔ یہاں کے لوگ بچے سے لیکر بوڑھے تک اسی مرض میں مبتلا ہیں × × × × × بخارا کے متعصب سنیوں خونخوار اور تنگ ظرف وحشیوں کے لئے اس جنس مذموم کی منڈی جلال پور جٹاں ہی ہے"

یہ صلہ ہے اس بات کا کہ جلالپور والوں نے نہایت متانت و تہذیب کے ساتھ مناظرہ کا اہتمام رکھا۔ شیعوں کے ساتھ نیک سلوک کیا۔ اور ان کی گالیوں کو نہایت تحمل و برداشت سے سنا۔

پھر احمدی علماء کی باری آئی ہے۔ ان کو خارجی قرار دیا۔ چنانچہ مضمون کا عنوان ہی رکھا ہے۔ "شیعوں کے مقابلہ میں خارجی بلائے گئے" اور لکھا ہے۔

"بہر حال قادیان کے سرغنہ خوارج رأس النواصب حافظ روشن علی صاحب میر مناظر ہوئے"

یہ ہے شیعہ تہذیب اور اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان خیالات و جذبات کے بزرگوں سے بااصول مناظرہ کرنا کس قدر مشکل تھا۔ اس کے بعد مولوی فاضل جلال الدین صاحب کے بارے میں نہایت بیہودہ سرائی کی ہے۔ جسے کوئی شریف پسند نہیں کر سکتا۔

البتہ جناب شمس کی فضیلت کا قائل ہونا پڑا اور مان لیا کہ حاضرین "جھوم جھوم کر تصدق ہوتے" گو اس کی وجہ ہر شخص اپنی طبعی حالت کے مطابق تجویز کرے۔ شیعہ ایڈیٹر نے ایک خط کا ذکر کیا ہے۔ جو مجلس میں پڑھا گیا۔ اور جس کی وجہ سے شیعہ اپنا آخری پرچہ نہ سنا سکے مگر نہ تو یہ بتایا کہ اس خط کا راقم کون تھا۔ اور نہ یہ کہ اس میں کیا مضمون تھا۔ خود ہی بتادو۔ ورنہ ہم تمام حالات مبرہن کر دیں گے۔ مختصراً اتنا سنائے دیتے ہیں۔ کہ شیعہ مناظروں نے ایک خط اس مضمون کا لکھا تھا۔ کہ امام حسین کا لشکر جمع ہو جائے۔ یزیدیوں سے مقابلہ ہے۔ وغیر ذالک جس سے ان کا ارادہ فساد کا ظاہر تھا۔ اس خط کے پڑھا جانے اور پولیس کے سپرد ہونے سے شیعہ کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے۔ اور اپنا پرچہ بھی سنانے کی جرأت نہ کر سکے۔ اس دُہری ہزیمت و ذلت سے ان کی کمر ٹوٹ گئی۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ **اکمل قادیان**

اشتہار

بعدالت دیوانی باجلاس میاں عبدالمجید خاں صاحب عبدالحئی علاقہ ڈھولوال

جوالارام ولد سادھو رام گاذر ساکن منصور پور تحصیل پھونہ مدعی

بنام

سالون۔ عطر اپیران چولا خاکروب ساکن بھدرس تحصیل پھونہ مدعا علیہ

دعوی ۱۵۴ روپیہ بہی حساب

اشتہار طلبی مدعا علیہم

چونکہ مدعا علیہم دیدہ دانستہ حاضری عدالت ہذا سے گریز کرتے ہیں۔ اس لئے اشتہار طلبی ان کی زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۱۲۱ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ ۱۶ ار چیت سمت ۱۹۷۹ء تاریخ مقررہ پر حاضر آکر جوابدہی کریں۔ ورنہ عدم حاضری کے بقید کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاویگی۔

۲۲ ر پھاگن سمت ۱۹۷۹

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)